خدا تعالیٰ کے دوستوں کو کوئی خوف اور غم نہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴/ جون ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنی کی تلاوت کی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۚ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (یونس: ۶۳-۶۶)

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ (محمد: ۱۱-۱۲)

پھر فرمایا:

یہ چھ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں سے پہلی چار کا تعلق سورۂ یونس سے ہے اور

آخری دو سورۂ محمد سے اخذ کی گئی ہیں لیکن دونوں سورتوں کی آیات ایک ہی مضمون کو بیان کر رہی ہیں اور اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہ بیان فرماتا ہے کہ میرے بندے جو خوف اور غم سے آزاد کئے جاتے ہیں ان کی بے خوفی اور بے غمی کی وجہ کیا ہے؟ وہ کون سے موجبات ہیں جن کے نتیجے میں وہ بے غم ہو جاتے ہیں؟ ان کی بے خوفی پر دو قسم کی وجوہات بیان فرمائی گئیں اور دو قسم کے دلائل دیئے گئے:

اول دلیل یہ کہ وہ اللہ کے دوست ہوتے ہیں اور اللہ ان کا دوست ہوتا ہے اور ہر بے خوفی اور ہر بے غمی جو اس بنا پر پیدا ہوتی ہے کہ بے خوف اور بے غم انسان اللہ کا دوست ہے اور اللہ اس کا دوست ہے وہی دراصل حقیقی بے خوفی اور حقیقی بے غمی ہے۔

دوسرے شہادت کے طور پر خدا تعالیٰ تاریخ انسانی کو پیش فرماتا ہے کہ تاریخ انسانی اس بات پر گواہ ہے کہ ایسے لوگ جو خدا کے دوست ہو جاتے ہیں اور جن کا خدا دوست ہو جاتا ہے ان کو کبھی کوئی خوف اور کوئی حزن ستا نہیں سکا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جب ہم ڈرانے والوں اور ان لوگوں کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں جو بڑی جرأت اور بے باکی سے ان ڈرانے والوں کی دھمکیوں کو رد کر دیتے ہیں تو ہمیں تین قسم کے گروہ نظر آتے ہیں:

اول وہ جو گیدڑ بھبکیاں دینے والے ہوتے ہیں۔ خواہ مخواہ بغیر حقیقت کے ڈرانے والے، جن میں طاقت ہی کوئی نہیں ہوتی کہ کسی کو گزند پہنچا سکیں۔ ان کے مقابل پر بے خوفی دکھانے والے بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ دل کے خواہ چھوٹے بھی ہوں، ان کو پتہ ہوتا ہے کہ منہ کی باتیں ہیں۔ ہمیں کوئی بھی فرق نہیں پڑتا، خالی ڈراوے ہیں، دھمکیاں ہیں۔ جس شدت کے ساتھ یہ لوگ ڈراوے دے رہے ہیں اسی شدت کے ساتھ جواب میں گالیاں دو اور کہو کہ جو مرضی کرنا ہے کرلو، جو بگاڑنا ہے بگاڑ لو۔ ایسے ڈرانے والے بھی غیر حقیقی ہوتے ہیں اور ان سے نہ ڈرنے والے بھی غیر حقیقی۔ یعنی دونوں کے پس منظر میں کوئی سچائی نہیں ہوتی۔

ایک دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہوتا ہے جن کے خوف تو حقیقی ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی ناسمجھی، کم علمی اور ناعاقبت اندیشی کے نتیجے میں جرأت کے مظاہرے کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ان کا انجام کیا ہوگا؟ مثلاً جیسا کہ اردو میں کہاوت مشہور ہے بلی کو دیکھ کر کبوتر آنکھیں بند کر لیتا ہے اور خطرات کا انکار کر دیتا ہے وہ یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ کوئی خطرہ درپیش ہے۔ پس ایسی بے خوفی

دراصل جہالت کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اور اس کا انجام بھی ہلاکت ہے۔ اللہ کے مقابل پر نکلنے والوں اور اللہ کے عذاب سے اپنے آپ کو امن میں سمجھنے والوں کا حال اس سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ وہ جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ محض دھمکیاں ہیں اور خدا پکڑ نہیں سکتا، وہ جو یہ گمان کر لیتے ہیں کہ ہم عام انسانوں کی طرح امن کی زندگی گزاریں گے اور جو بے باکی بھی چاہیں کریں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے بچ جائیں گے ان کا حال ان کبوتروں سے بھی بدتر ہوتا ہے جو بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔

ایک تیسری قسم کے ڈرانے والے ہیں اور ایک تیسری قسم کے نہ ڈرنے والے۔ وہ ڈرانے والے بھی حقیقی ہوتے ہیں اور اپنے تمام بدارادوں کو عمل کا جامہ پہنانے کے لئے پوری طرح مستعد اور تیار ہوتے ہیں اور جہاں تک ان کی پیش جاتی ہے وہ سارے بدارادے پورے کر لیتے ہیں جو ان کے دل میں غیظ و غضب کی صورت میں کھول رہے ہوتے ہیں۔ ان کے مقابل پر بعض بے خوف اور بے باک لوگ ہیں جو ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتے ہیں کہ تم جو چاہتے ہو کر لو، جو کر سکتے ہو کر گزرو ہم تم سے خوف نہیں کھائیں گے۔ ان لوگوں میں سے ایک گروہ وہ ہے جن کی دلیری، جن کی بہادری اور جن کی جرأت خالصۃً اس وجہ سے ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے دوست ہوتے ہیں اور اللہ کو اپنا دوست سمجھتے ہیں اور انہی کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ

آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان پر خوف کے حالات پیدا نہیں ہوتے اور حزن کے اسباب پیدا نہیں ہوتے۔ دراصل اس آیت کے اندر ہی یہ مضمون کھول دیا گیا ہے کہ حقیقت میں خوف کے سامان تو ہوں گے اور بظاہر ڈرنے کی وجوہات ہوں گی اور ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے جن کے نتیجے میں حزن ہونا چاہئے لیکن اس کے باوجود جو اللہ کے دوست ہوں یا جن کا اللہ دوست ہو وہ غم اور خوف کے اثر سے بالا رہتے ہیں۔ پس یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اس کا کیا فلسفہ ہے؟

سب سے پہلے تو اگر آپ خوف کا تجزیہ کریں تو معلوم ہوگا کہ خوف ایک مستقبل کی چیز ہے۔ ایسے احتمالات جو واقعات کی دنیا میں نہ اترے ہوں اور انہوں نے حقیقت کے جامے نہ اوڑھے ہوں، وہ خطرات جو ابھی فضا میں معلق ہوں، جو سر پر تلواروں کی طرح لٹک رہے ہوں، ان کا تعلق مستقبل سے ہے۔ جب بھی وہ حقیقت بنتے ہیں وہ اس وجہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں جس کے

نتیجے میں حزن پیدا ہوتا ہے، وہ اس نقصان میں تبدیل ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں حزن پیدا ہوتا ہے۔ پس خوف کا تعلق مستقبل سے ہے۔ یعنی آئندہ ایسے واقعات رونما ہونے کا خطرہ ہو جن کے نتیجے میں انسان کو نقصان پہنچے لیکن حزن کا تعلق ماضی سے ہے اس کے ماضی میں ایک ایسا خوف ہوتا ہے جو واقعۃً حقیقت اختیار کر چکا ہوتا ہے۔ پس وہ خوف جو ابھی حقیقت اختیار نہ کر چکا ہو وہ حزن میں تبدیل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ حقیقت نہ بن جائے۔ حزن کا تعلق لازماً ماضی کے واقعات سے ہے۔ کچھ خوف حقیقی ثابت ہوئے وہ واقعۃً نقصان کا موجب بن گئے ان کے نتیجے میں جو نقصان پہنچا اس سے حزن پیدا ہوتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا یہ منشا ہوتا کہ خوف کے حالات ہی پیدا نہیں ہوں گے تو حزن کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ایسا خوف جو خیالی اور فرضی ہو، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق ہی نہ ہو وہ کبھی بھی حزن پیدا نہیں کر سکتا۔ وہ خوف ہی رہے گا یا امن میں خود بخود تبدیل ہو جائے گا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ تو حزن نے بتا دیا کہ کچھ خوف لازماً حزن کی وجہ پیدا کریں گے اس کے باوجود وہ حزن محسوس نہیں کریں گے۔

اس کا فلسفہ سمجھنا ہو تو اس کا راز اولیاء اللہ کے الفاظ میں ہے۔ دوستی اور محبت اور عشق کی حقیقت کو پا کر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کیا بیان فرما رہا ہے؟ دوستی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک دوست کی یہ تمنا، خواہش اور بے قراری ہوتی ہے کہ میں سب کچھ اپنے دوست پر قربان کر دوں اور جب وہ قربان کرتا ہے تو غم محسوس نہیں کرتا بلکہ لذت پاتا ہے۔ جب وہ اپنے دوست کی خاطر واقعۃً اپنی کسی پیاری چیز سے جدا ہوتا ہے تو واویلا نہیں کرتا بلکہ ایک عجیب روحانی لذت محسوس کرتا ہے کہ میں نے کسی مقصد کی خاطر یہ چیز قربان کی ہے اور وہ مقصد مجھے اس چیز کے مقابل پر زیادہ پیارا ہے۔ بعض دفعہ تو وہ یہ تمنا کرتا ہے کہ میں اپنی جان بھی دوست پر نچھاور کر دوں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ایسے اولیاء اللہ کا ذکر بکثرت ملتا ہے جو خدا کی خاطر اپنے اموال اور اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے نہ صرف تیار رہتے تھے بلکہ دلوں میں تمنائیں پالا کرتے تھے۔ فرماتا ہے:

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ
وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۴﴾ (الاحزاب:۲۴)

کہ ایک خوف کے بعد دوسرے خوف کے حالات پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ہر خوف کو

جب ہم امن سے بدلتے ہیں تو کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جن کی تمنائیں میری راہ میں اپنی جان اور مال فدا کرنے کی پوری ہو چکی ہوتی ہیں اور کچھ کی حسرتیں باقی رہ جاتی ہیں۔ وہ اس بات پر خوش نہیں ہوتے کہ خوف کے حالات بدل چکے ہیں، ہماری جانیں بچ گئیں اور ہمارے اموال بچ گئے بلکہ ایسے فدائی اور ایسے عاشق خدا کی راہ میں ایسے دیوانے ہو چکے ہوتے ہیں کہ وہ دلوں میں حسرتیں پالتے رہتے ہیں کہ بہت اچھا اب نہیں تو آئندہ سہی۔

چنانچہ تاریخ اسلام سے ثابت ہے کہ جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکنے والوں میں سے کچھ ایسے تھے جو دعاؤں کی درخواستیں کیا کرتے تھے۔ دن رات یہ ذکر کیا کرتے تھے کہ وائے حسرت! ہم شامل نہیں ہوئے۔ اگلی دفعہ جب جہاد ہوگا تو پھر ہم دیکھیں گے، پھر ہم حسرتیں نکالیں گے اور پھر واقعۃً ایسا ہوا کہ ان کے جسموں کے ٹکڑے اڑا دیئے گئے۔ خدا کی راہ میں انہوں نے ایسے ایسے زخم کھائے کہ وہ پہچانے نہیں جاتے تھے (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابہ تحت ذکر انس بن نضر۔ جلد۱: صفحہ۱۳۲)۔ ایسے لوگوں کے متعلق یہ کہنا کہ ان کو کوئی خوف ڈرا سکتا ہے یا وہ کسی حزن کا شکار ہو سکتے ہیں، بہت ہی بڑا پاگل پن ہے۔

پس خدا تعالیٰ اس حقیقت سے انکار نہیں کر رہا کہ یہ لوگ خوف کے حالات میں سے نہیں گزریں گے یا ان کے لئے حزن کے حالات پیدا نہیں ہوں گے بلکہ یہ فرماتا ہے کہ دنیا کی نظر میں جس کو خوف کہا جاتا ہے، دنیا کی نظر میں جس کو حزن سمجھا جاتا ہے ان دونوں چیزوں سے میرے یہ بندے پاک اور بالا ہیں خوف کے ہاتھ ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ اٹھیں گے ضرور لیکن کوتاہ رہ جائیں گے اور ان تک ان کو دسترس نہیں ہوگی۔ حزن ان کے دلوں پر قبضہ نہیں جما سکے گا کیونکہ ان کے غموں میں ان کی لذتیں ہیں اور وہ غم جو لذت پیدا کرے وہ دنیا کی کسی بھی اصطلاح میں غم نہیں کہلا سکتا۔ غم کا لذت سے کیا تعلق؟ لیکن عاشق کے غم کا لذت سے تعلق ہوتا ہے۔ چنانچہ شاعری میں آپ کو ایسے غم ملتے ہیں جن کی لذتوں کا شاعر اپنی زبان سے بے انتہا ذکر کرتا ہے کہ کاش! ہمیں اور بھی ایسے غم ملیں۔

ع تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

(دیوان غالب)

تو غم پہنچاتا چلا جا، چرکے لگاتا چلا جا ہم عشاق تو ایسے ہیں کہ ہر دکھ پر، ہر چرکے پر جو تیری

طرف سے لگایا جاتا ہے لذت محسوس کرتے ہیں۔

پس یہ عاشق کی دنیا ہے اور خدا تعالیٰ اس عشق کی دنیا کا ذکر فرما رہا ہے جب فرماتا ہے اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ دنیا والو! تم بڑے بے وقوف ہو کہ اللہ سے محبت کرنے والوں کو ڈراتے ہو۔ وہ جو خدا کے عشق میں سب سودے کر چکے ہیں، سب کچھ بیچ بیٹھے ہیں ان کو ڈرا رہے ہو کہ تمہارے عہد و پیمان کے پورا کرنے کے ہم سامان کریں گے فَمِنْهُمْ مَّنْ تم پہلے بھی دیکھ چکے ہو کہ جب خوف کے حالات پیدا ہوئے تو انہوں نے بڑی جرأت اور حوصلہ کے ساتھ خدا کی راہ میں قربانیاں پیش کیں اور انہی میں سے بچے ہوئے یہ منتظر بیٹھے ہیں ان پر تمہارے خوف کی آواز کیا اثر کر سکتی ہے؟ وہ خائب و خاسر ہو کر تمہاری طرف واپس لوٹ جائے گی اور میرے محبوب بندوں پر مجھ سے محبت کرنے والوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

پس ولایت کا ایک یہ پہلو ہے یعنی عشق کا پہلو ہے۔ عاشق کی نظر سے جب ولایت کو دیکھا جاتا ہے تو اس طرح خوف اور حزن کو دور کیا جاتا ہے۔

ولایت کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب محبوب اپنے عاشق کا عاشق بنتا ہے اور اس کے لئے بے قرار اور بے چین ہوتا ہے تو وہ ہرگز یہ پسند نہیں کرتا کہ دشمن اور ظالم لوگ اس کے محبوب کو مٹا ڈالیں۔ اپنے پیار کے اظہار کے لئے وہ کچھ آزمائش میں تو ضرور ڈالتا ہے اور موقع دیتا ہے کہ دوسرے بھی اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھیں کہ میری راہ میں، میری محبت میں فدا ہونا کس کو کہتے ہیں۔ مگر یہ صرف عاشقی کی رمزیں ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں ورنہ وہ محبوب ہرگز پسند نہیں کرتا کہ میرا عاشق میری خاطر غیروں کے ہاتھوں ہلاک کیا جائے۔ وہ ہر غیرت دکھانے والے سے زیادہ اس کے لئے غیرت دکھاتا ہے اور اس موقع پر جب یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

تو اس میں جمال کی بجائے ایک عجیب جلال پیدا ہو جاتا ہے ایک ایسی ہیبت پیدا ہو جاتی ہے کہ کسی اور آواز میں کبھی ایسی ہیبت پیدا ہوتی نہیں دیکھی گئی۔ خدا اپنے محبوب بندوں کے لئے، اپنے عاشقوں کے لئے اعلان کرتا ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کہ میں ان کا ساتھی ہوں، یہ میرے دوست ہیں تم کون ہوتے ہو ان پر ہاتھ اٹھانے والے؟ تم کون ہوتے ہو ان کی

ہلاکت کا دعویٰ کرنے والے؟

چنانچہ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے دوستوں کے ساتھ تمہارا سلوک ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکے گا۔ ان خیالات کو بھول جاؤ یہ تمہارے دلوں کے وہم ہیں، ان کو نکال دو لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا زیادہ سے زیادہ تمہارا اثر دنیا کی چیزوں پر ہو سکتا تھا تم یہی سوچ سکتے ہو اس سے زیادہ تمہاری پہنچ نہیں ہے۔ تمہاری استطاعت نہیں ہے کہ ان سے دنیا چھین لیں۔ آخرت پر تو تمہارا کوئی قبضہ ہی نہیں۔ فرماتا ہے ہم تمہیں دنیا چھیننے کی بھی اجازت نہیں دیں گے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ہم ڈرائے جانے والے بندوں کو بشارت دیتے ہیں کہ یہ دنیا بھی تمہاری ہوگی اور آخرت بھی تمہاری ہوگی۔ یہاں بھی تمہارے لئے بشارتیں ہیں اور اُس دنیا میں بھی تمہارے لئے بشارتیں ہیں اور کوئی نہیں جو تمہارا بال بھی بیکا کر سکے کیونکہ تم میرے بندے ہو اور میرے پیارے ہو اور میرے اولیاء کے زمرے میں شمار ہو رہے ہو۔

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ فرماتا ہے یہ نہ سمجھنا کہ یہ واقعہ شاید ایک دفعہ ہوا یا دو دفعہ ہوا یا چار دفعہ ہوا اور پھر نہیں ہو سکتا۔ یہ خدا کا غیر مبدل قول ہے۔ ایک ایسی تقدیر ہے جو کبھی تبدیل ہوتی ہوئی تم نہیں دیکھو گے۔ جتنی دفعہ تم میرے پیاروں کو دھمکیاں دو گے اتنی بار میں آسمان سے ان کو خوشخبریاں دوں گا۔ تمہاری دھمکیاں ہر بار جھوٹی نکلیں گی اور میری خوشخبریاں ہر بار سچی ثابت ہوں گی۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ اللہ کے کلمات میں تم کوئی تبدیلی ہوتی ہوئی نہیں پاؤ گے۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اس کو کہتے ہیں عظیم کامیابی۔ تم کن کامیابیوں کی باتیں کر رہے ہو؟ کامیابی تو وہ ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے نصیب ہو، جو آسمان سے اترے، جو دنیا بھی سنوار جائے اور آخرت بھی سنوار جائے۔ وہ کون سی کامیابی ہے جو دنیا بھی بگاڑ جاتی ہے اور آخرت بھی بگاڑ جاتی ہے۔

پھر خدا آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ظاہری نقصان یا ظاہری ذلتیں پہنچانا تو الگ بات ہے، اے محمد! ﷺ تو ان کے دکھ دینے والے قول کا بھی غم نہ کر کیونکہ ساری عزتیں اللہ کے پاس ہیں اور ان کے مقدر میں ساری ذلتیں لکھی جائیں گے اس لئے ان کی زبانی باتوں کی بھی کوئی پرواہ نہ کر، کوئی غم محسوس نہ کر۔ ہاں مجھے پکار، مجھے بلا، میرے لئے اٹھ اور میرے حضور دعائیں کر کیونکہ

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اللہ بہت ہی سننے والا اور بہت ہی جاننے والا ہے۔ اگر گریہ وزاری کے ذریعہ اس تک ایسی باتیں پہنچائی جائیں جن کا بندے کو علم ہے تو وہ اس تک پہنچ ہی جاتی ہیں کیونکہ وہ سمیع ہے۔ لیکن ایسے مکر اور ایسے فریب جو خفیہ سازشوں کی حیثیت رکھتے ہیں، جن کا معصوم بندوں کو علم ہی نہیں ہوتا کہ ان کے اوپر کیا فریب کاریاں کی جارہی ہیں اور چھپ چھپ کر کیا سازشیں تیار کی جارہی ہیں، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس بات کا انتظار نہیں کروں گا کہ میرے بندے مجھے بتائیں کہ یہ ہو رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ کیا ہو رہا ہے؟ پس جس کا دوست سمیع و علیم ہو اس کو کیا خطرہ ہوسکتا ہے۔ اس کو پکارو گے تو وہ سنے گا اور جواب دے گا اور اگر لاعلمی میں رہو گے تو وہ تمہاری خاطر جان رہا ہوگا۔ تم سوئے ہوئے ہو گے تو وہ تمہارے لئے جاگ رہا ہوگا اور دیکھ رہا ہوگا کہ تمہارے لئے کیا کیا سازشیں تیار کی جارہی ہیں۔

یہ ہیں خدا کے وہ بندے جن کے متعلق فرمایا اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ عاشق کے پہلو سے دیکھیں تب بھی یہ ایک بہت ہی پیاری اور عظیم الشان آیت ہے۔ جن لوگوں کے مقدر میں خدا کا یہ قول لکھا گیا ہو ان کو کونسا خوف ڈرا سکتا ہے اور کون سا غم ان کے دلوں پر قابض ہوسکتا ہے۔

ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ دوسری گواہی تاریخ کی پیش کرتا ہے یہ تو اللہ کی مومنوں سے باتیں ہیں، اس کے پیار کا اظہار ہے لیکن دنیادار بعض دفعہ ان باتوں کو نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں کیا پتہ اس دفعہ کیا ہونے والا ہے اور تمہیں کیا پتہ اس دفعہ کیا ہونے والا؟ ہم تو بڑے بڑے ارادے لے کر اٹھے ہیں اور بہت تیاریاں کی ہیں۔ ہمارے سامنے تمہاری کوئی حیثیت نہیں۔ پہلی قوموں نے فلاں غلطی کی تھی جو کامیاب نہیں ہوئیں، فلاں غلطی کی تھی اس لئے کامیاب نہیں ہوئے ہوں گے لیکن ہماری پکڑ سے تم نہیں بچ سکتے۔ بار بار دشمن یہی تعلّی لے کر اٹھتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کے قول کا تمہیں اعتبار نہیں ہے۔ خدا کے فرمان کی تمہارے دل میں کوئی پرواہ نہیں ہے مگر تاریخ عالم کو کس طرح جھٹلاؤ گے ایک بھی استثناء تم تاریخ عالم سے نہیں دکھا سکتے۔ خدا کے نام پر جن لوگوں کو مارنے کی کوشش کی گئی وہ کبھی ہلاک نہیں ہوئے اور خدا کے نام پر جو لوگ مرنے کے لئے تیار ہوئے ان کو ہمیشہ کی زندگیاں عطا کی گئیں اور موت ان کے نصیب میں نہیں لکھی گئی۔ یہ وہ تقدیر ہے

جس کا ذکر خدا فرمارہا ہے کہ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ہماری باتوں کو نہیں مانتے تو دنیا کو تو دیکھیں۔ ذرا اس زمین کی سیر تو کریں، معلوم تو کریں ان قوموں کے حالات جو مٹا دی گئیں اور تہ زمین سلا دی گئیں، وہ جن کے افسانے ملتے ہیں، جن کی حقیقت کا کوئی نشان نظر نہیں آتا۔ فرمایا دنیا میں پھر وان لوگوں کے حالات کو دیکھو جو تم سے پہلے تھے۔ وہ بھی تمہارے جیسی حرکتیں کیا کرتے تھے اور تمہاری طرح کے ہی دعوے کیا کرتے تھے، تمہاری طرح ہی ان لوگوں کے پیچھے پڑ جاتے تھے جن کا کوئی جرم نہیں تھا سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے۔ انہوں نے محض خدا کی خاطر دشمنیاں مول لیں اور خدا کے نام پر تم دشمنیوں کے لئے بے باک ہو گئے۔ ان قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کرو۔ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ خدا نے ان کو نیست و نابود کر دیا۔ دنیا سے ان کے نشان تک مٹا دیئے سوائے ان عبرت کے نشانات کے جو آئندہ قوموں کے لئے محفوظ رکھے گئے ہیں۔ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا فرمایا اے محمد! ﷺ یہ اعلان کر دے کہ آج کے کافروں کے لئے بھی وہی باتیں ہوں گی جو پہلے کافروں کے لئے ہوا کرتی تھیں۔ کوئی نئے دستور جاری نہیں ہوں گے جو پہلے کافروں کا حال تھا اور جس طرح پہلے ظالموں کے ساتھ خدا کی تقدیر نے سلوک کئے آج کے کافروں اور آج کے ظالموں سے بھی خدا کی تقدیر وہی سلوک کرے گی۔ جتنی دفعہ وہ ان باتوں کو دہرائیں گے اتنی دفعہ ہم ان باتوں کو دہراتے چلے جائیں گے۔

نتیجہ کیا نکالا؟ یہی کہ یہ اولیاء اللہ ہیں۔ فرمایا تم اس طرح نہیں مانتے تو تاریخ عالم سے سبق ڈھونڈو اور تاریخ کی گواہی پر یقین کرو۔ سوائے اس نتیجے کے کہ یہ اولیاء اللہ ہیں تم کوئی اور نتیجہ نہیں نکال سکو گے۔ اس کے سوا ان کے بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ جتنی دفعہ بھی خدا کے نام پر خدا کے نام لیواؤں پر ظلم کئے گئے بلا استثناء سارے خطہ عالم پر ایک ہی تاریخ آپ کو دہرائی جاتی نظر آئے گی اور وہ تاریخ یہ ہے کہ مظلوم نہیں مٹے اور ظالم مٹا دیئے گئے، جن کی گردنیں کاٹی جارہی تھیں ان کی گردنوں کو برکت دی گئی، جن کے اموال لوٹے جارہے تھے ان کے اموال کو برکت دی گئی، جن کے نفوس کم کئے جارہے تھے ان کے نفوس کو برکت دی گئی، جن کے گھر جلائے جارہے تھے ان کے گھروں کو برکت دی گئی، جن کے بچے قتل کئے جارہے تھے ان کے بچوں کو برکت دی گئی غرضیکہ کوئی ایک پہلو بھی ایسا نہیں جس کو اختیار کر کے دشمن نے ان کو گزند پہنچانے کی کوشش کی ہو اور اس پہلو سے اللہ تعالیٰ نے ان کو غیر معمولی برکت نہ عطا فرمائی ہو۔

یہ ہے غیر مبدل تاریخ جس کو خدا تعالیٰ قرآن کریم میں پیش فرما کر کہتا ہے کہ پھر کیا نتیجہ نکالو گے اس کا کہ یہ لوگ کیوں مٹائے نہیں گئے؟ طاقتیں تو تمہارے پاس تھیں، اکثریت تو تمہارے پاس تھی۔ حکومتیں تمہارے پاس تھیں، دنیا کے ہتھیار تمہارے پاس تھے، پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ مٹائے نہیں گئے؟ عقل اس کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکالتی کہ یقیناً محمد رسول اللہ اور ان کے ساتھی اللہ والے ہیں اور اللہ ان کے ساتھ تھا۔ فرمایا ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ایک نتیجہ نہیں، ہم دو نتیجے نکال رہے ہیں۔ تم تو ان کی ولائیت میں شک کر رہے تھے ہم نے تاریخ کے ابواب کھول کر تمہارے سامنے رکھ دیئے کہ سوائے اس کے کہ یہ اللہ کے ولی ہوں یہ بچائے نہیں جا سکتے۔ بظاہر حالات ان کے بچنے کی کوئی صورت ہی نہیں سوائے اس کے اللہ ان کا ولی ہو۔ فرمایا صرف یہی نہیں بلکہ تاریخ ایک اور نتیجہ بھی نکالتی ہے کہ **اے محمدؐ رسول اللہ کے مخالفو! تمہارا کوئی ولی نہیں ہے جن کو تم اپنا ولی سمجھ رہے ہو ان کی ولائیتیں توڑ دی جائیں گی۔ ان کے ہاتھ شل کر دیئے جائیں گے اور خدا کے مقابل پر کوئی بھی تمہاری مدد کے لئے نہیں آسکے گا۔** کتنا عظیم الشان، کتنا ہیبت ناک نتیجہ ہے جو تاریخ نے بار بار دنیا کے سامنے اسباق کی صورت میں دہرایا ہے، لیکن جاہل اور آنکھوں کے اندھے ان نتائج کو نہیں دیکھ سکے۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے خوشخبری ہے۔ ان کے لئے بھی خوشخبری ہے جن کی امنگیں پوری کی جائیں گی اور جن کی التجاؤں کو اس رنگ میں قبول کیا جائے گا کہ اللہ ان کی پیش ہونے والی قربانیوں کو قبول فرمالے گا، ان کی پیش کی جانے والی جانوں کو قبول فرمائے گا، ان کے پیش کئے ہوئے گھروں کو قبول فرمائے گا، ان کے پیش کئے ہوئے عمر بھر کے اثاثوں کو قبول فرمائے گا۔ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ان کے لئے خوشخبری ہے فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وہ ان لوگوں میں شامل ہو گئے جنہوں نے اپنی امنگوں کو پورا کر لیا اور ان کے لئے بھی خوشخبری ہے جن کے لئے خدا کی غیرت جوش میں آئے گی اور دنیا کو اس بات کی استطاعت نہیں ہوگی، اس بات کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ ان کو مٹا سکے۔ جس پہلو میں بھی ان کو کمزور کرنے کی کوشش کی جائے گی وہ پہلے سے زیادہ بڑھ کر اور طاقتور ہو کر نکلیں گے۔ یعنی خدا اپنے پورے جلال کا اظہار ان کے لئے کرے گا۔ پس ان کے لئے بھی خوشخبری ہے گھاٹے کا سودا تو نہ اس طرف ہے، نہ اس طرف۔

پس ایسے مقابلے کے لئے ہم تیار ہیں۔ہم ان قوموں میں سے نہیں ہیں جو بزدل ہوتی ہیں اور مقابلے سے پیچھے ہٹ جاتی ہیں۔ہم ہر چیلنج کا جواب دیں گے (انشاءاللہ) اور ہر حملہ کا سامنا کریں گے لیکن ہمارے ہتھیار اور ہیں اور حق کے مخالفوں کے ہتھیار اور ہیں۔ان کا طرز کلام اور ہے اور ہمارا طرز کلام اور ہے۔ان کی لحن مختلف ہے اور ہماری لحن مختلف ہے۔وہ عناد اور بغض کی آگ جلانے کے لئے نکلیں گے تو ہم محبت کے آنسوؤں سے اس آگ کو بجھائیں گے۔وہ دنیا کے تیر چلا کر ہماری چھاتیوں کو برمائیں گے اور ہم راتوں کو اٹھ کر گریہ وزاری کے ساتھ دعاؤں کے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے۔

پس اے احمدی! اس رمضان کو فیصلہ کن رمضان بنادو، اس الٰہی جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ مگر تمہارے لئے کوئی دنیا کا ہتھیار نہیں ہے۔دنیا کے تیروں کا مقابلہ تم نے دعاؤں کے تیروں سے کرنا ہے۔یہ لڑائی فیصلہ کن ہوگی لیکن گلیوں اور بازاروں میں نہیں، صحنوں اور میدانوں میں نہیں بلکہ مسجدوں میں اس لڑائی کا فیصلہ ہونے والا ہے۔راتوں کو اٹھ کر اپنی عبادت کے میدانوں کو گرم کرو اور اس زور سے اپنے خدا کے حضور آہ وبکا کرو کہ آسمان پر عرش کے کنگرے بھی ہلنے لگیں۔مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ کا شور بلند کردو۔خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے سینوں کے زخم پیش کرو، اپنے چاک گریبان اپنے رب کو دکھاؤ اور کہو کہ اے خدا!

قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر۵ صفحہ ۲۲۴)

پس اس زور کا شور مچاؤ اور اس قوت کے ساتھ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ کی آواز بلند کرو کہ آسمان سے فضل اور رحمت کے دروازے کھلنے لگیں اور ہر دروازے سے یہ آواز آئے:

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ
اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ
اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (البقرہ:۲۱۵)

سنو سنو کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔اے سننے والو! سنو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔اے مجھے پکارنے والو سنو کہ خدا کی مدد قریب ہے اور وہ پہنچنے والی ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۹؍جون ۱۹۸۳ء)